AMJRT 1:2 (2019) pp. 116-126 ISSN: 2663-4392

قیامِ امن کے لئے خواجہ عبیداللہ ملتانی کے صوفیانہ اسلوبِ تبلیغ کی عصری معنویت: تجزیاتی مطالعہ

Khawājah Obāidullah Multānī's Mystical Pattern of Preaching in Establishing Peace and Harmony and Its Contemporary Meaningfulness: An Analytical Study

حافظ محمد حسن محمود*

اللہ دتہ**

Abstract

A Sufi, literally practically in denotation and connotation is such a figure whose heart is naturally and habitually free of pollution of pride, prejudice, sectarianism, ethnicity, linguicism, and hatred for animate and inanimate things on any ground. This purity of sentiments and sanctity of thoughts of Sufis of Islam have always influenced not only the morality of the Muslims but also attracted the people of anti-Islamic faiths. Human history in general and Islamic history, in particular, is replete with such instances as prove that where logistics and warring tactics of the Muslims failed to produce any positive and healthy effects, these were the unseen swords of Sufis' unmatched conduct and exceedingly supreme love for humanity which bore results of ever-lasting magnitude. Due to the safe and unbiased style of the preaching of Sufis of Islam, foes became friends, twisted pathways became straight high ways of peace and prosperity, the grieved became happy, the downtrodden became the champions and the rejected ones became the accepted ones. Sufis have always been the torchlight and beacon-house equally for the believers and the non-believers. Sufis' preaching style has been the epitome of the style of Prophet of Islam.

Keywords: Peace, Mystical, Pattern of Preaching, Analytical Study, Obāidullah Multānī.

* ریسرچ اسکالر، شعبہ علوم اسلامیہ، بہاءالدین ذکریا یونیورسٹی، ملتان۔irhasan.mahmood@gmail.com

** لیکچرار، شعبہ علوم اسلامیہ، ایف۔جی، بوائز کالج، ملتان۔profabughufran475@gmail.com

تعارف

یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ ملکی تہذیب و تمدن کو عروج اور ترقی سے ہمکنار کرنے کے لیے قومی سطح پر تحمل و برداشت اور رواداری جیسی اقدار کو پروان چڑھا کر قیامِ امن کی راہیں ہموار کرنا ضروری ہے۔ بدامنی نے انسان کو عالم اضطراب میں مبتلا کر رکھا ہے، تمام تر ترقی کے باوجود انسان کو کہیں قلبی سکون میسّر نہیں، امیری اور غریبی کے امتیاز نے انسانیت کا شیرازہ بکھیر کر رکھ دیا ہے ہر فرد امن وسکون کا متلاشی ہے اور کوئی بھی فرد ایسا نہیں ہو گا جو امن کا آرزومند نہ ہو۔ امن کے حصول کے لیے کس اسلوب کو اختیار کیا جائے؟ جس کی معنی خیزی و اثر پذیری پر تاریخی شواہد پائے جاتے ہوں۔ اس مضمون میں صوفیہ کے اسلوب کی معنویت اور عصری افادیت کے حوالے سے مفتی خواجہ عبید اللہ ملتانی کے منہجِ تبلیغ کا تجزیاتی مطالعہ کیا گیا ہے۔

قیام امن کے سلسلہ میں صوفیہ کی مساعی

ہر دور میں انفرادی و اجتماعی سطح پر قیام امن کے لئے کوششیں ہوتی رہی ہیں اور اس کے لئے خاص طور پر صوفیہ نے اپنا کردار ادا کیا اور عوام الناس کو ایک دوسرے کے حقوق و فرائض کو تحفظ فراہم کرنے کی عملی راہ دکھائی اور اس پر گام زن کیا، یہ احساس پیدا کیا کہ صبر و تحمل، برداشت اور رواداری جیسے حسین اقدار کے راستے پر چلیں تاکہ قوم ایک مثالی حیثیت سے اپنا وجود قائم کرنے اور منوانے میں کام یاب ہو سکے۔ صوفیہ کی زندگی کو خدمتِ خلق اور امن و سلامتی کی شاہ راہ سے تعبیر کیا جا سکتا ہے۔ اہل تصوف نے کہیں غریبوں، مسکینوں کو نفیس دستر خوانوں پر بٹھایا، کہیں مال داروں کو روکھی سوکھی اور لنگر عام سے روشناس کروایا، کہیں رنگ و وطن کے بتوں کو پاش پاش کیا، کہیں نفس و شیطان کے ساتھ جنگ کو جہادِ اکبر قرار دیا، یوں شہنشاہوں کے درباروں سے لیکر فقراء تک ان کے فیضانِ نظر اور تعلیماتِ تصوف نے رنگ جمالیا۔

امن کا مفہوم

امن، طمانیت و سکون اور بے خوف ہونے کا نام ہے۔ ''أصل الأمن: طمأنينة النفس وزوال الخوف ،والأمن والأمانةوالأمان فی الأصل مصادر ،ويجعل الأمان تارةاسما للحالة التي يكون عليها الإنسان فی الأمن وتارة اسمالما يؤمن عندالإنسان۔ ''[1] یعنی امن کے حقیقی معنی نفس کے مطمئن ہونے اور خوف زائل ہو جانے کے ہیں۔ امن، امانۃ اور امان اصل میں

[1] راغب اصفہانی، المفردات فی غریب القرآن (دمشق: دار القلم، 2009ء)، 1:90۔

مصدر ہیں اور لفظ امان کو بسا اوقات امن کے معنی میں استعمال کرتے ہیں اور کبھی اس شے کو کہا جاتا ہے جو کسی کے پاس بطور امانت رکھی جائے۔ابن منظور افریقی (م 711ھ) لکھتے ہیں: "الأمن نقيض الخوف۔"[2] یعنی امن خوف کی ضد ہے۔

انگریزی میں امن کے لئے Peace کا لفظ استعمال ہوا ہے، Peace کے معنی امن و چین، صلح اور راحت و آرام کے ہیں۔[3] جہاں تک تصوف اور صوفی کی تاریخی حیثیت کا تعلق ہے تو یہ الفاظ دوسری صدی ہجری میں مستعمل ہونا شروع ہوئے۔اولین فرد جن کے لیے لفظِ صوفی بولا گیا، وہ بغداد کے ایک اہل حق عالم درویش الشیخ ابوالہاشم (المتوفی 150ھ) تھے اور ابراہیم بن ادھم (المتوفی 161ھ) جیسے صوفی عالم ان کے ہم عصر تھے۔[4] اللہ تعالیٰ کے حقوق کی ادائیگی کے لیے ہر وقت کمربستہ رہنے والے درویش کو صوفی کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔[5] تصوف صفات حسنہ سے متصف ہونے اور اوصاف مذمومہ کو ترک کرنے کا نام ہے ۔اہل علم کے ایک طبقہ کی رائے کے مطابق یہ لفظ "صفہ" سے مشتق ہے کیونکہ صوفی ان تمام اوصاف میں اصحاب صفہ کے تابع ہوتا ہے جن کا بیان درج ذیل قرآنی آیت میں ملتا ہے: "وَاصْبِرْ نَفْسَکَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّہٗ "[6] یعنی "اور اپنی جان ان سے مانوس رکھو جو صبح و شام اپنے رب کو پکارتے ہیں۔" "اصحاب صفہ، صوفیاء کرام کی پہلی جماعت ہے جن کی خالص زاہدانہ زندگی کو مابعد صوفیہ نے اپنے لئے نمونہ عمل بنایا۔"[7]

خواجہ عبید اللہ ملتانی، شخصیت و کردار

آپ کا نام عبید اللہ ہے ، لقب "مظہر کلمات حق " معروف ہے۔ سن ولادت 1219ھ مطابق **1804**ء مرقوم ہے۔[8] عبید اللہ ملتانی کے آباء واجداد کا ذکر جہاں تک ملتا ہے سب علماء، صلحاء اور مقتدائے زمانہ گزرے ہیں۔ "مولانا کا خاندان

---

[2] محمد بن مکرم بن علي بن أحمد بن منظور الإفريقي، **لسان العرب** (بیروت: دار صادر، س،ن)، 13:21۔

[3] Ali Hassan Chohan, *Popular Oxford Concine New Edition: English to Urdu* (Lahore: Oriental Book Society, 2015), 436.

[4] ضیاء الحق یوسف زئی، **تصوف تلاش احسن کی ہمہ گیر تحریک**، مرتب۔ محمد اسحاق قریشی (آزاد کشمیر: شعبہ تحقیق واشاعت محی الدین اسلامی یونیورسٹی، س۔ن)، 158۔

[5] ابو نصر سراج طوسی، **اللمع فی تاریخ التصوف الاسلامی** (لاہور: ادارہ پیغام القرآن، 1996ء)، 46۔

[6] القرآن 18:28۔

[7] عبدالقادر عیسیٰ شاذلی ، **حقائق عن التصوف** [تصوف کے روشن حقائق] مترجم۔ محمد اکرم الازہری (لاہور : زاویہ فاؤنڈیشن ، 2000ء)، 26،27،28۔

[8] عبید اللہ ملتانی، **سر دلبراں** [محبوبانِ خدا کے راز] مترجم۔ میاں عبدالباقی (ملتان: مکتبہ فیضان سنت، 2014ء)، 47۔

شروع سے ہی علم و فضل کا گہوارہ چلا آیا ہے۔آپ کے اجداد میں ایک بزرگ مولانا داؤد نے تصوف میں ایک رسالہ "شیر و شکر" تصنیف فرمایا تھا جو آسان فارسی میں مطبوعہ ہے"۔[9] "خواجہ عبیداللہ صاحب کے دادا مولانا محمد داؤد صاحب جو خود عالم شخص تھے اور شیر و شکر (تصوف) اور کئی دیگر کتابوں کے مصنف تھے"۔[10] مفتی خواجہ عبیداللہ ملتانی کی علمی و دینی خدمات کو بنظر غائر دیکھا جائے تو آپ نے خدمت دین کے تین اہم شعبے تدریس، تبلیغ اور تصنیف نہ صرف سنبھالے بلکہ ان میں گراں قدر خدمات اور ان مٹ نقوش چھوڑے۔آپ کی ذات میں بیک وقت مایہ ناز مدرس، عظیم مبلغ اور موثر مصنف کی اعلیٰ خوبیاں موجود تھیں جن سے آپ نے مکمل استفادہ کرتے ہوئے تدریس، تبلیغ اور تصنیف کے میدانوں میں جوہر دکھائے۔ذکر کردہ تینوں امور میں آپ کا جاری کردہ طریقہ کار اور نظم و نسق، سو سال سے زیادہ زمانہ بیت جانے کے باوجود آج بھی قائم ہے۔

''آپ بہت اچھے شاعر بھی تھے۔آپ کا ایک قلمی دیوان مجھے (روبینہ ترین) جناب اسد نظامی سے دستیاب ہوا ہے۔اس میں ردیف وار فارسی غزلوں کے علاوہ متفرقات میں رباعیات، مثنویات اور ترجیع بندی شامل ہیں اردو و فارسی مخلوط غزل کو ہندی غزل کے عنوان کے تحت درج کیا گیا ہے۔نمونہ حسب ذیل ہے:

اٹھا ہے شوق ملنے کا میر ادلدار کب آوے | حجاب و شہر جل جاوے عیاں وہ یار کب آوے
کمان و تیر کی حاجت نہیں رکھتا نگار حسن | نگاہوں سے کرے بسمل وہی جبار کب آوے
اسی کے کام سب کہنے قصے ہیں انکے من موہے | ارادے انکے سب ہونے وہی سردار کب آوے
صنم بیدل صنم بیجاں صنم در خون دل غلطاں | صنم در درد بے درمان شفاء بیمار کب آوے
عبیدم من کہ سرگشتہ ہے گردم بکوئے او | بہر دم منتظر اس کا شہ اسرار کب آوے"[11]

خواجہ عبیداللہ ملتانی کے علمی مقام کی رفعت و عظمت کا اظہار کرتے ہوئے جامع انداز میں مولانا عبد الحہ حسنی نے اپنی مشہور کتاب میں تعارفی کلمات لکھے ہیں، اقتباس حسب ذیل ہے:

"اَلشَّيْخُ عُبَيْدُاللهِ الْحَنَفِيُّ الْمُلْتَانِيُّ اَحَدُ الْمَشَائِخِ الْجِشْتِيَّةِ وَلَدَو نَشَاَ بِمُلْتَانَ وَقَرَاَ الْعِلْمَ عَلٰى وَالِدِهٖ،ثُمَّ اَخَذَ عَنِ الْمُوْلَوِيّ غُلْ مُحَمَّد وَقَرَاَ عَلَيْهِ سَائِرَ الْكُتُبِ الدَّرْسِيَّةِ وَدَرَسَ وَاَفَادَ مُدَّةً طَوِيْلَةً بِمَدِيْنَةِ مُلْتَانَ،ثُمَّ اَخَذَ طَرِيْقَةَ

---

[9] نور احمد خان فریدی، **تاریخ ملتان** (ملتان: قصر الادب، 1977ء)، 2:226۔

[10] عمر کمال خان، **فقہاء ملتان** (ملتان: بزم ثقافت، 1984ء)، 39۔

[11] روبینہ ترین، **ملتان کی ادبی و تہذیبی زندگی میں صوفیائے کرام کا حصہ** (ملتان: بیکن بکس، 2011ء)، 46، 545۔

عَنِ الشَّيْخِ خُدَا بَخش اَلخَيْر فُورِى وَ تَوَلّٰى الشّيَاخَة بَعْدَهٗ اَخَذَ عَنْهُ خَلْقٌ كَثِيْرٌ مِّنَ الْعُلَمَاءِ وَالْمَشَائِخِ،وَكَانَ شَيْخًا جَلِيْلًا مُهَابًا رَفِيْعَ الْقَدْرِ كَبِيْرَ الْمَنْزِلَةِ عَظِيْمَ الْوَرْعِ وَ الْعَزِيْمَةِ لَهٗ مُصَنَّفَاتٌ عَدِيْدَةٌ "[12]

ترجمہ : "شیخ عبید اللہ حنفی ملتانی، مشائخ چشتیہ میں سے ہیں۔ ولادت ونشوونما ملتان میں ہوئی، بنیادی تعلیم کا اکتساب اپنے والد سے کیا اور پھر درسی کتب کی تکمیل مولوی گل محمد سے ملتان شہر میں ہی کی، بعد ازاں سلوک وطریقت کا حصول شیخ خدابخش خیرپوری سے کر کے ان کے جانشین مقرر ہوئے اور آپ سے کثیر علماء ومشائخ نے اکتساب فیض کیا۔ آپ جلیل القدر بزرگ، شوکت و عظمت، بلند شان و بڑی عزت و مرتبہ والے، انتہائی تقی اور صاحب استقامت تھے۔ آپ کی متعدد تصنیفات ہیں۔"

اسلوبِ تبلیغ کی عصری معنویت

آپ نے ہفتہ وار تربیتی واصلاحی اجتماع کا سلسلہ قائم کر رکھا تھا جس کے لیے جمعرات کا دن مختص تھا اور یہ باقاعدہ نظم ونسق کے مطابق منعقد ہوتا، جس میں حکمت بھری نصیحتیں کی جاتیں۔ پند ونصائح پر مبنی تقاریر کے لیے اہل علم حضرات کو تفتیش کے لئے مقرر کیا جاتا جو تقریر کی کمی بیشی کا جائزہ لیتے اور اصلاحی تجاویز سے آگاہ کرتے۔

"عمومی مجالس میں وعظ ونصیحت کے علاوہ خصوصی طور پر بھی ہر جمعرات آپ مجلس وعظ قائم فرماتے۔ طلبہ وشاگردوں کے علاوہ سالکین راہ خدا بھی پند ونصائح پر مشتمل آپ کا پُر حکمت کلام سننے کے لیے دور و قریب سے جمع ہو جاتے۔ ایک قول کے مطابق آپ اپنی مجلس وعظ قائم فرمانے سے پہلے کسی بھی ایک یا دو اہل علم کو بطور نقاد مقرر فرمادیتے کہ وہ تقریر بغور سنیں اگر کوئی کمی بیشی محسوس کریں تو بعد از مجلس آپ کو اس سے باخبر کریں۔ چنانچہ اگر کبھی اس قسم کا واقعہ پیش آتا تو آپ شرم نہ فرماتے۔ بلکہ اصلاح نفس وعلوم کی خاطر بصد خوشی آئندہ مجلس میں اس کی درستی فرمادیتے"۔[13]

بلا مبالغہ یہ ایک بے نظیر اصلاحی اجتماع ہوا کرتا تھا جس کی مثال موجودہ زمانے میں قائم کرنے کی اشد ضرورت ہے، وعظ ونصیحت مختصر ہو اور اس میں اس قدر احتیاط کا اہتمام ہو کہ غلطی کے امکان کو تسلیم کرتے ہوئے، مفتشین کی تقرری عمل میں لائی جائے تاکہ رطب و یابس کی آمیزش سے حقائق مسخ نہ ہوں۔ اہل علم کی پہچان ہے کہ وہ اپنی غلطی پر اصرار کی بجائے، تسلیم کرنے کے ساتھ ساتھ باخبر کرنے والے کا شکریہ ادا کرتے ہوئے رجوع لاتے ہیں۔ "معلوم رہے کہ ملتان، جھنگ، خیرپور

---

[12] عبدالحیی حسنی، **نزھۃ الخواطر** (کراچی: میر محمد کتب خانہ، س ن)، 8:301۔

[13] خواجہ محمد عادل، **عباد الرحمن** (ملتان: روم خواجہ، 1990ء)، 1:137۔

ٹامیوالی میں اور دورانِ سفر زیادہ تر آپ بجائے قولی کے عملی نصیحت سے لوگوں کو مستفید فرماتے یعنی آپ کے نمونہ زندگی سے لوگ زیادہ متاثر ہوتے "۔[14]

صوفیہ کے خصائص میں سے ہے کہ اقوال سے زیادہ احوال سے تبلیغ کے فرائض بجالاتے ہیں جس کی تائید میں تاریخ کے متعدد حوالہ جات موجود ہیں جب بھی عالمِ اسلام پر ناگفتہ بہ حالات منڈلائے اور حربی طاقتیں کام نہ آسکیں توصوفیہ کی کردار کے ذریعے تبلیغ نے ظاہری ناممکن کو وقوع پذیر کر دکھایا۔خواجہ عبید اللہ ملتانی نے اپنے اقوال سے زیادہ احوال سے تبلیغ کرنے کواہمیت دی،لوگ آپ کے عمل سے سیکھتے اور اپنی زندگی کو سنوار کر فلاح وکامرانی کا سامان کیا کرتے تھے۔

وعظ ونصیحت کو بے حد ضروری سمجھتے تھے اس کا اظہار اس بات سے بجا طور پر ہوتا ہے کہ آپ جمعہ کے دن پہلا خطبہ عربی عبارت مع ترجمہ پڑھا کرتے تاکہ لوگ مطلع ہو سکیں کہ خطبہ میں کن امور بارے آگاہ کیا گیا ہے کیونکہ عجمی کے لیے عربی زبان تو تبرک ہے بہت کم لوگ معنی ومفہوم کو سمجھنے اور جاننے کی سعی کرتے ہیں۔غالب اکثریت چونکہ عربی سمجھنے سے قاصر ہے پس آپ عربی کا ترجمہ بھی بیان کرتے تاکہ لوگوں کو فائدہ پہنچے۔''جمعہ کے روز خطبہ اولی عربی عبارت کے ترجمہ سمیت پڑھا کرتے تھے جیسا کہ آج تک آپ کے متوسلین واولاد میں یہی طریقہ کار رائج ہے''۔[15]آپ کا یہ عمل محض تذکیر کے لئے تھا جس کا خود اظہار کرتے ہوئے اپنی تصنیف "شرح مفصل "میں مدلل کلام کیا ہے۔اس عمل پر دلائل ہونے کے باوجود کسی دوسرے شخص کو کبھی مجبور نہیں کیا کہ وہ اپنے ہاں خطبہ کا ترجمہ علاقائی زبان میں شروع کریں۔

تبلیغ بصورت تصنیف

تبلیغ کو تصنیفی انداز میں بھی بجالائے اور یوں اپنے علم سے افادہ کے سلسلہ کو دوام بخشا۔تذکیر وتدریس کی حیثیت معروفہ سے انکار نہیں البتہ تصنیف کے اثرات دیرپا اور ان مٹ ثابت ہوئے ہیں۔ لَہٗ مُصَنَّفَاتٌ عَدِیْدَۃٌ[16]آپ کی متعدد تصنیفات ہیں۔[17]تفسیر،فقہ،علم الکلام،اور تصوف وغیرہ موضوعات پر تحقیقی پیرائے میں قلمی مخطوطات چھوڑے۔

---

[14] ایضا،138۔

[15] ایضا،114۔

[16] حسنی، نزھۃ الخواطر،8:301۔

[17] آپ کے ستاون(57) قلمی مخطوطات کا تعارف،ایم فل مقالہ(NCBA&E یونیورسٹی، سیشن 2016- 2014) بنام "خواجہ عبید اللہ ملتانی کی فقہی خدمات کا تحقیقی مطالعہ "میں کروایا گیا ہے۔

"تدریسِ علم کے ساتھ قلمی خدمات کا سلسلہ بھی زندگی بھر جاری رکھا۔انکی کتابوں کی تعداد تقریباسو(100) بتائی جاتی ہے۔ان میں کچھ مطبوعہ اور اکثر غیر مطبوعہ ،ان کتابوں میں تحفہ زناں، عیوب النفس، سہ حرفی در معرفت ،رفیقیہ بشرح توفیقیہ ،رسالہ ملائیہ ،رسالہ نحو،وصیت نامہ ،دیوان چراغ عبیدیہ شامل ہیں انکے علاوہ علم میراث میں ایک رسالہ ابیاتِ علمِ میراث کے نام سے لکھا جو کہ درس نظامی میں سند اول رکھتا ہے ۔آپ کی ایک تصنیف "سر دلبراں "بہت مشہور ہے جو خواجہ خدابخش کے ملفوظات پر مشتمل ہے"۔[18]

آپ کی تصنیفات کے بارے میں "مثنوی تذکرہ عبیدیہ "میں بھی ذکر ملتا ہے۔

از تصانیفش بیکصد میر سد یا کہ زیاد	از کتاب وو زرسائل بہر تعلیم وارشاد

دربیان عشق وو عظ ور دار باب فساد	خارجی ورافضی نجدیہ مردودازرشاد

بس رسائل کرداز بھر ہدایت عام وخاص	نظم ونثر فارسی عربی وپنجابی کلام[19]

ترجمہ:آپ کی تصانیف جو رسائل و کتب پر مشتمل ہیں اور تعلیم و ارشاد کے واسطے ہیں ، ان کی تعداد کم و بیش سو(100) ہے۔آپ نے عشق و نصیحت کے عمدہ موضوع کے علاوہ خارجی اور رافضی جو فسادی گروہ ہیں اور نجدی جو ہدایت سے دور ہیں، کے رد میں خاص وعام کی ہدایت کے لیے بہت سے رسائل نظم ونثر میں بزبان عربی، فارسی اور پنجابی میں تصنیف کیے۔آپ کی تصانیف میں سے ایک حصہ ایسا ہے جو آپ نے علماء کی فرمائش پر لکھا اور یہ آپ کی مسلمہ علمی قابلیت کا بین ثبوت ہے۔

ان کتب میں سے بعض کی طباعت کو عمل میں لایا گیا ہے جیساکہ تعلیم النساء اور سر دلبراں کو آپ کے خانوادے کے اہل علم حضرات نے اردو ترجمہ کے بعد طبع کروایا ہے۔ان دونوں کتابوں کو مارکیٹ میں خاصی پذیرائی ملی ہے۔ تصوف کے ساتھ ساتھ تفسیر، فقہ اور سماجی علوم پر خواجہ عبیداللہ ملتانی کے مخطوطات میں وافر ذخیرہ موجود ہے۔

"لزوم حسن ظن علی اصحاب ذی المنن" یہ رسالہ ایک فروغ پاتی معاشرتی برائی (بدگمانی) جس کے نتائج انتہائی بھیانک ہیں کے تدارک کے لیے لکھا گیا۔صوفیہ کرام کے بعض ایسے فرمودات جو تاویلات طویلہ کے بغیر سمجھے نہیں جا سکتے، ان کے ظاہری معانی کی نسبت سے ان نفوس قدسیہ پر نکتہ چینی نہیں کرنی چاہیے اور نہ ہی زبان طعن کو دراز کرنا کسی صورت رواہے۔سالک کے لیے توضروری ہے کہ بدگمانی سے کوسوں دور رہے اگرچہ مظنون علیہ عوام الناس سے ہی کیوں نہ ہو۔اگرچہ

---

[18] ترین، ملتان کی ادبی وتہذیبی زندگی میں صوفیائے کرام کا حصہ ،545۔

[19] الٰہی بخش، "مثنوی تذکرہ عبیدیہ "، غیر مطبوعہ قلمی عکسی نسخہ درملکیت امام احمد رضالائبریری شاہ رکن عالم کالونی ملتان،6۔

یہی موضوع مصنف کی اکثر تصنیفات میں تبعاً مذکور ہے لیکن یہ مختصر رسالہ خاص طور پر اس روز بروز بڑھتے ہوئے مرض کے سد باب کے لیے لکھا، جو اختصار کی خوبی کے ساتھ ساتھ افادیت و اہمیت میں اپنی مثال آپ ہے۔ اصل مخطوطہ فارسی زبان میں ہے۔ ''فاما اقطاب کہ تابعان انبیاء اند واہل صحو اند چناں سعی در زوال لذات خود کردہ اند کہ قدم ایشاں از شرع شریف ہر گز لغزش نخوردہ علی الخصوص "[20]

اپنے شیخ خواجہ خدا بخش خیر پوری کی کتاب ''توفیقیہ'' پر کیے گئے اعتراضات کے جواب بنام ''اعانۃ المریدین'' رقم کئے جبکہ اسلوبِ تحریر سے تحمل و بردباری عیاں ہے، اپنے موقف کے خلاف ناشائستہ وشدت پر مبنی گفتگو کا جواب مکمل اعتماد ور واداری کے ساتھ دیا۔ " قولہ: چوں رسالہ توفیقیہ صغری از مولوی خدا بخش ملتانی در مخالفۃ شریعۃ اتم واکمل بود الی قولہ ایں باطل است "[21]

سماجی و عوامی مسائل کے حل کی وجہ سے اپنی اولاد کی تربیت سے صرفِ نظر نہیں کیا بلکہ اس جانب بھی پوری توجہ رکھی اور اپنے خانوادہ میں امن کو برقرار رکھنے کے لئے اپنی حیات میں ہی مال کی تقسیم کاری اور دیگر ضروری امور پر مبنی وصایا بنام "وصایا عبیدیہ الموسومہ بہ دفع الفسادوالجدال" رقم کئے۔

''ثُمَّ اَنَّ وَصِیَّتِیْ بِالنِّسْبَۃِ اِلَی الْاَبْنَاءِ وَالْبَنَاتِ وَالزَّوجَۃِوَ الْاَحْبَابِ وَالْاَصْحَابِ وَ اَہْلِ الْقَرَابَۃِ وَالْجَوَارِ تَقْوَی اللهِ وَتَوْحِیْدُہٗ وَالرَّھْبَۃُ مِنَ اللهِ وَالْخَشْیَۃُ وَالْاِنَابَۃُ وَالْمُحَافَظَۃُ عَلَی الصَّلٰوۃِ الْخَمْسِ وَصِیَامُ رَمَضَانَ وَاَدَاءُ جَمِیْعِ مَااَمَرَاللهُ تَعَالیٰ مِمَّا ھُوَ مُفَصَّلٌ فِیْ الْکُتُبِ وَ مُجْمَلٌ فِیْ صُدُوْرِالْعَالِمِیْنَ وَ الْعَارِفِیْنَ وَالْاِنْتِہَاءُ عَمَّا نَہَی اللهُ عَنْہُ مِمَّا ھُوَ مُفَصَّلٌ فِیْ الْکُتُبِ وَ مُجْمَلٌ فِیْ صُدُوْرِ الْفَاسِقِیْنَ وَغَیْرِہِمْ وَاَکْثَرُ مَا یَحْصُلُ عَلَی التَّمَامِ وَالْکَمَالِ بَعْدَ تَحْصِیْلِ الْعِلْمِ مِنْ کُتُبِ الصَّالِحِیْنَ الْمَاضِیِّیْنَ وَصُحْبَۃُ الْاَخْیَارِ الْاَبْرَارِ الْعَابِدِیْنَ الْعَامِلِیْنَ بِاِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ اَلَّذِیْنَ اِذَا رَؤُوْا ذُکِرَ اللهُ الخ[22]

تبلیغ بصورت تدریس

آپ کی تعلیم و تربیت کے سلسلے بلا تفریق ہونے میں امتیازی حیثیت کے حامل ہیں۔

---

[20] الٰہی بخش، "مثنوی تذکرہ عبیدیہ"، غیر مطبوعہ قلمی عکسی نسخہ در ملکیت امام احمد رضا لائبریری شاہ رکن عالم کالونی ملتان، 6۔

مد سر دول خان لائبریری، شرقی کالونی، وہاڑی، 181۔

[21] عادل، عباد الرحمٰن، 1:333۔

[22] خواجہ عبید اللہ ملتانی، "وصایا عبیدیہ الموسومہ بہ دفع الفساد والجدال"، وصیت نامہ عبیدیہ اولی۔ تحت رسالہ نمبر 13 در رسائل مختلفہ، غیر مطبوعہ قلمی نسخہ در ملکیت ملک محمد سر دول خان لائبریری، شرقی کالونی، وہاڑی، 135۔

''دور و نزدیک کے سینکڑوں طالب علم آپ کے تبحر علمی سے فیض یاب ہوئے، علم میراث کی تعلیم کے سلسلہ میں اس مدرسہ کی اس قدر شہرت ہوئی کہ ہندوستان کے طول و عرض میں واقع مدارس جیسا کہ مدرسہ عالیہ رام پور وغیرہ کے فارغ التحصیل طلبہ بھی علم میراث میں کامل ہونے کے لئے اس مدرسہ کا رخ کرتے تھے، جب تک علم میراث کے بارے میں اس مدرسہ سے سند حاصل نہ کر لیتے، اس فن میں اپنے آپ کو کامل نہ سمجھتے تھے، یہی وجہ ہے کہ مدرسہ عبیدیہ آج تک علم میراث کی تعلیم میں مشہور ہے''۔[23]

عمر کمال خان نے آپ کے قائم کردہ مدرسہ کی تاریخی حیثیت اور محل وقوع کے متعلق بتاتے ہیں کہ "آپ نے 1250ھ مطابق 1834ء اندرون بوہڑ دروازہ، مدرسہ عبیدیہ قائم کیا اور عرصہ چالیس سال اس مدرسہ میں تدریس کرتے رہے۔ جب طلبہ کا اژدھام ہوا تو 1290ھ مطابق 1873ء میں نقل مکانی کر کے آپ نے اپنا مدرسہ محلہ قدیر آباد میں موجودہ جگہ منتقل کر دیا اور پہلے سے بہت بہتر نظام مدرسہ قائم کیا۔"[24] عرصہ دراز تک بلکہ عمر بھر عزم و استقلال کے ساتھ تدریسی فرائض کو خلوص کے ساتھ سرانجام دینا غیر معمولی امر ہے۔ طالب علموں سے کوئی غرض و طمع رکھے بغیر علمی سوغات تقسیم کرنا اور ان کی رہائش و طعام کا اہتمام بھی اپنی ذاتی کاوشوں سے فراہم کرنا بلاشبہ عزیمت والے کاموں میں سے ہے۔ "روحانی تعلیمات کے ساتھ علومِ متداولہ ظاہریہ کی تعلیم میں بھی آپ کی درسگاہ سے بڑے بڑے علماء فارغ التحصیل ہو کر مختلف مقامات پر علم و عمل کی روشنی پھیلانے میں مصروف ہوئے۔ صرف و نحو سے لیکر علومِ جدیدہ تک کا درس آپ خود دیتے۔ علم میراث میں آپ کا مدرسہ ایک سند کی حیثیت رکھتا تھا۔"[25]

مدرسہ عبیدیہ کے امتیازی اوصاف میں سے یہ وصف نمایاں ہے کہ یہاں کسی طرح کا تعصب نہیں پایا جاتا بلکہ ہر علم کا اشتیاق رکھنے والے کو علمی طور پر سیراب ہونے کا موقع فراہم کیا جانا یہاں کا خاصہ ہے۔ علوم عقلیہ و نقلیہ کے ساتھ باطنی علوم کی تربیت اس ادارہ کا اعزازی کام ہے۔ باطنی تربیت کی اہمیت کو اجاگر کرتے ہوئے اس کے لیے عملی مساعی بجالانا عصری مسائل کو حل کرنے کے لیے ازبس ضروری ہے۔

---

[23] خان، **فقہاء ملتان**، 39۔

[24] ایضاً۔

[25] عادل، **عباد الرحمن**، 1:138۔

وفات

"تَوَفّٰی یَوْمَ الْجُمُعَۃِ بِسِتٍّ مِّن جَمَادِی الْاُوْلٰی سَنَۃَ خَمْس وَثَلَاثُ مِائَۃٍ وَ اَلْفٍ بِمَدِیْنَۃِ مُلْتَانَ"[26]

"ملتان شہر میں جمعہ کے روز 6 جمادی الاول 1305ھ مطابق 20 جنوری 1888ء کو وصال فرمایا۔" خواجہ عبید اللہ ملتانی کے ہاں فقہ و تصوف کا امتزاج ملتا ہے اگرچہ فقہی حوالے سے آپ کے ہاں بعض امتیازی امور بھی پائے جاتے ہیں جیسا کہ جمعہ کے خطبہ کو مروجہ زبان میں بھی بیان کرنے کا معمول اس امر پر شاہد ہے۔

نتائج البحث

خواجہ عبید اللہ ملتانی کے احوال و آثار کا تحقیقی مطالعہ اس امر پر ناطق ہے کہ صوفیانہ افکار کے پرچار اور عملی نمونہ پیش کرنے میں آپ کا کردار مثالی ہے۔ قیام امن کے لئے آپ نے تبلیغی سرگرمیوں کو عصری موافقت دیتے ہوئے تصنیف و تدریس میں بھی اس پہلو کو اہمیت دی۔ شدت و عصبیت کے خاتمہ میں مدرسہ عبیدیہ کا کردار مثالی ہے۔

آپ کے تبلیغی اسلوب کے اثرات آج بھی موجود ہیں، آپ نہ صرف ظاہری و شرعی امور پر دھیان دیتے تھے بلکہ باطنی امراض کے علاج پر خاص نگاہ رکھتے اور اولین ترجیح دیتے ہوئے باطنی اصلاح کا سامان حکمت بھرے انداز میں کرتے۔ حسنِ ظن کو اپنی عادات میں شامل کرنے کی تعلیم دیتے تاکہ امن و امان کو فروغ ملے اور بدگمانی کے سبب وجود میں آنے والے مسائل کی روک تھام ہو۔

معاشرہ میں امن کے قیام کے لیے مساعی کا آغاز اپنی ذات اور خاندان کی اصلاح سے کرتے، جس کے مثبت نتائج بر آمد ہوتے۔ کسی راہ شریعت و طریقت کے طالب کو مایوس نہ کرتے اور حوصلہ افزاء انداز میں ان نازک اور حساس راہوں میں میرِ کارواں کا فریضہ سر انجام دیتے، آج تک خانوادہ کے حقیقی جانشین حضرات آپ کے اس وطیرے کو اپنائے ہوئے ہیں۔

تصوف اور صوفیہ کو اسلامی تاریخ میں نمایاں حیثیت اور مقام حاصل ہے، البتہ فی زمانہ تصوف کا نام استعمال کر کے بعض افراد اس کی حیثیت کو مسخ کرنے کے درپے ہیں۔ چنانچہ حاملینِ تصوف کی حقیقی تعلیمات کو تحریری و تقریری طور پر سامنے لانا عصری تقاضوں میں سے ایک اہم تقاضا ہے۔

---

[26] حسنی، نزھۃ الخواطر، 8:301۔

سفارشات

قیام امن کے لئے خواجہ عبید اللہ ملتانی کے صوفیانہ اسلوب تبلیغ کی عصری معنویت کے تجزیاتی مطالعہ کے نتیجہ میں اس امر کی سفارش کی جاتی ہے کہ :

1. قیام امن کے لئے صوفیانہ افکار کی ترویج کا اہتمام کرتے ہوئے تدریس و تصنیف کے میدان میں صوفیانہ اسلوب کو اختیار کیا جائے۔
2. خواجہ عبید اللہ ملتانی کے مخطوطات کی طباعت واشاعت بارےعلوم اسلامیہ کے محققین توجہ مرکوز کریں اور ان مخطوطات کو تحقیق و تخریج کے بعد طباعت کا جامہ پہنا کر نسل نو کو تصوف کی عصری معنویت سے روشناس کروانے میں اپنا کردار ادا کریں۔
3. صوفیہ کے خواص کے مطابق اقوال سے زیادہ احوال وافعال کے ذریعے تبلیغ کرنے کو ترجیح دی جائے۔اس کا عملی اظہار مفتی خواجہ عبید اللہ ملتانی کے اسلوبِ تعلیم و تربیت میں بجاطور پر ملتا ہے۔
4. صوفیانہ اسلوب کی پیروی کرتے ہوئے مستقل بنیادوں پر اصلاح احوال و افعال، کردار سازی و باطنی اصلاح کے لئے ماہانہ/ہفتہ وار نشست کا اہتمام والتزام کیا جائے۔